پیشگوئی مصلح موعودؓ اوراس کا عظیم الشان ظہور

’’وہ جلد جلد بڑھے گااوراسیروں کی رستگاری کاموجب ہو گااورزمین کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام نے دشمنان اسلام کوشکست دینے اوراسلام کی عظمت قائم کرنے کی خاطر خداتعالیٰ کے حضور تضرعات کے ذریعہ ایک نشان کی استدعاکی۔اللہ عزوجل نے ان دعاؤں کوشرف قبولیت عطاکیااور فرمایا:۔

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں،اسی کے موافق جو تونے مجھ سے مانگا۔۔۔۔۔۔۔۔سوقدرت اوررحمت اور قربت کا نشان تجھے دیاجاتاہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر تجھ پر سلام!خدا نے یہ کہا تا وہ جوزندگی کے خواہاں ہیں،موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جوقبروں میں دبے پڑے ہیں،باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں،جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔اور تاوہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تاانہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدااور خدا کے دین اور اس کی کتاب اوراس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کوانکاراور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں،ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔۔۔۔۔۔۔سوتجھے بشارت کہ ایک وجیہہ اورپاک لڑکاتجھے دیاجائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا)تجھے ملے گا۔لڑکاتیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ فضل ہے،جواس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اورعظمت اوردولت ہوگا۔وہ دنیامیں آئے گااوراپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید

سے بھیجاہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگااوردل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیاجائے گا۔اوروہ تین کوچار کرنے والاہوگا۔(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ،فرزندودلبند،گرامی ارجمند، مظھرالاول والاخرمظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السمائ۔جس کانزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کاموجب ہوگا۔نور آتاہے نور۔جس کوخدانے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اورخداکاسایہ اس کے اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلدجلد بڑھے گااور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایاجائے گا۔وکان امرًا مقضیًّا“۔

(اشتہار 20فروری1886ء مجموعہ اشتہارات جلد1صفحہ100 تا102)

پیشگوئی مصلح موعود ہستی باری تعالیٰ کاایک زبردست ثبوت ہے۔یہ پیشگوئی اسلام،رسول کریم ﷺ،قرآن کریم اورحضرت مسیح موعودؑکی صداقت کاایک محیرالعقل نشان ہے۔اتنی مخصوص اورعظیم الشان صفات پر مشتمل پیشگوئی کاوقوع پذیرہونا،تاریخ مذاہب میں ایک عظیم معجزہ ہے۔بغیر الہام الٰہی کون ماں کا لال قطعی اوریقینی طورپر قبل ازوقت یہ پیشگوئی کر سکتاہے کہ اس کے ہاں اولاد ہوگی اوراتنے عرصہ کے اندر اندرہوگی۔پھریہ کہ وہ لڑکا ہو گا اور لمبی عمر پائے گا اوراس میں یہ یہ صفات پائی جائیں گی۔پھر وہ صفات بھی کوئی معمولی یا اکا دکا نہیں بلکہ اپنی تعداد اور معیار ہردواعتبارسے اعلیٰ پائے کی۔ایک ایسے شخص کی جودنیا میں ایک انقلاب برپاکردے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑکوخوشخبری دیتے ہوئے جس بیٹے کاذکر فرمایااس کے ساتھ اس کی باون صفات کا ذکر بھی فرمایا۔ان میں آخری یہ تھیں کہ” وہ جلدجلدبڑھے گااوراسیروں کی رستگاری کاموجب ہوگااورزمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“۔اسی کے متعلق میں آج کچھ کہناچاہتاہوں۔

یہ امربخوبی ذہن نشین رکھناچاہیے کہ اس پیشگوئی کا مقصدومطلوب خداتعالیٰ کی عظیم تجلی،اسلام کی حقانیت،کلام اللہ کے مرتبہ کا ظہور اورحضرت رسول کریم ﷺکی عظمت کاقیام تھا۔مشیت ایزدی یہ تھی کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ اکناف عالم میں خدائے قدوس کانام بلندہو اوراسلام کی صداقت دنیاکے کناروں تک آشکاراہو۔اسی حقیقت کوملحوظ رکھتے ہوئے ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی تمام سوانح کا مطالعہ کرناچاہیے۔

آپ کی ذات اور جماعت کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ جماعت کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا آپ کا شہرت پانا ہے۔ اور آپ کا جلد جلد بڑھنا اسلام کا جلد بڑھنا ہے۔ چنانچہ آپ کی سوانح کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف خود آپ جلد جلد بڑھے بلکہ آپ نے اپنے ساتھ اپنی جماعت اور اپنے خدام کو بھی جلد جلد بڑھاتے چلے گئے۔ آپ نہ صرف خود زمین کے کناروں تک شہرت پاگئے بلکہ جماعت بھی زمین کے کناروں تک شہرت پاگئی۔ آپ کے وہ خدام جن کے گھروں میں بجلی تک میسر نہ تھی، وہ نیویارک، لندن اور پیرس کے ایوانوں میں خدائے واحد و یگانہ کی توحید کی آواز بلند کرنے لگے۔

امریکہ کا قانون ہے کہ 35 سال سے کم عمر کا شخص پریذیڈنٹ اور 30 سال سے کم عمر کا شخص سینیٹر نہیں بن سکتا۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ امریکہ جیسے دنیوی طور پر ترقی یافتہ ملک کے نزدیک 35 سال سے کم عمر کا شخص ایک ملک کا نظام بھی اچھی طرح سنبھال نہیں سکتا۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی عمر اس وقت صرف پچیس سال تھی جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور اسلام کی عالمگیر اشاعت کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ آپ نے اس عمر میں جماعت کی تعلیم و تربیت اور اشاعت اسلام کی مہم اس کامیابی سے چلائی کہ زمین کے کناروں تک شہرت پاگئے۔ دنیا ورطہ حیرت میں ڈوب گئی ، کہاں پچیس سال کی جوانی اور کہاں ساری دنیا کی قیادت؟ اس کے سارے مفروضے ہی تو غلط ثابت ہو گئے تھے۔ مگر وہ کیا جانے کہ اس شہسوار کے متعلق تو اس لم یزل لایزال کی ذات اس کی پیدائش سے پہلے ہی دنیا کو اپنے پیارے مسیح کے منہ سے یہ نوید سنا چکی تھی کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"۔

جب خداتعالیٰ نے آپ کو خلافت کے مقام پر سرفراز فرمایا اس وقت جماعت کے خزانہ چند آنے تھے اور اٹھارہ ہزار قرض تھا۔ مگر آپ اولوالعزم تھے۔ خدا آپ کے ساتھ تھا۔ آپ جلد جلد بڑھنے والے تھے۔ آپ نے نوعمری میں تشحیذ الاذہان جاری فرمایا۔ 25 سال کی عمر میں خلیفہ منتخب ہوئے۔ خراب صحت کے باوجود بے شمار کام کیا۔ بیماریوں کے باوجود عمر پائی۔ دنیاوی تعلیم نہ ہونے کے باوجود علم و عرفان کے سمندر بہائے، جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی کتب اور خطابات ہیں۔ اور بے سروسامانی و کم عمری کے باوجود بہترین قیادت کی۔ الغرض آپ ہر لحاظ سے جلد جلد بڑھے۔

خلافت کے بعد آپ نہ صرف جماعت کی تعلیم و تربیت بلکہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے کوشاں رہے۔ کم سامانی اور مخالفتوں کے طوفان آپ کے عزم کو گزند نہ پہنچا سکے۔ آپ ایک ایسے خطہ ارض میں رہے جہاں بیماریاں اور عوارض

آج بھی وسیع پیمانہ پرہیں، جہاں آج بھی تعلیم عام نہیں، جو آج بھی ترقی یافتہ نہیں کہلاسکا، جہاں نشرواشاعت اور مواصلات کے ذرائع اس قدر ترقی یافتہ نہیں، جہاں 1947ء کا خون آشام فساد ہوا۔ جبکہ آپ کے مخالف ترقی یافتہ علاقوں میں بیٹھے، سازوسامان سے آراستہ، علوم میں تاک، فن پراپیگنڈا میں ماہر، سائنسی ایجادات سے مستفید تھے۔ اور کروڑوں ڈالروں اور کتابوں کے ذریعہ اسلام کے خلاف زہر فشانی کررہے تھے۔ نام نہاد سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور رفاہی اداروں کے ذریعہ دنیا میں دجالیت کے جرثومے پھیلا رہے تھے۔ ظاہراً نامساعد حالات کے باوجود وہ مصلح عالم جلد جلد بڑھا، دجال کو شکست دیتا ہوا بساط عالم پر چھا گیا۔

آپ نے جماعت کو منظم کیا۔ ایک ڈھانچہ قائم فرمایا۔ افراد جماعت کو ذیلی تنظیموں کی لڑی میں پرویا۔ آپ کے اقدامات سے جماعت جلد جلد بڑھی اور آپ کی تحریکات کی بدولت زمین کے کناروں تک شہرت پا گئی۔ چنانچہ آپ کے دور خلافت میں تحریک جدید جیسی الٰہی تحریک کے ذریعہ احمدیت اور اسلام کا پیغام دنیا کے تقریباً 60 ممالک میں پہنچا اور مشنز کا قیام عمل میں آیا۔ چار زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ مکمل ہوا اور چھ میں ہونا شروع ہوا۔ اس طرح دنیا پر کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوا۔ اس کے علاوہ 344 مساجد، 50 تعلیمی ادارہ جات اور 16 جماعتی اخبارات بیرونی ممالک میں شائع ہونے لگے۔ علاوہ ازیں دیگر اسلامی کتب بھی شائع کی جاتی رہیں۔ اور اسلام اور احمدیت جلد جلد بڑھنے لگے۔

”وہ جلد جلد بڑھے گا“۔ اگرچہ آپ کی تمام زندگی ہی اس الہام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی نظر آتی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خلافت کے چھ سالہ دور میں آپ کی ذہنی، علمی اور روحانی نشوونما کی رفتار عقل کو حیران کرتی ہے۔ اس دور کے آپ کے مضامین، تقاریر، سفر وحضر، انتظامی جدوجہد، پرخطر فتنوں، ہنگامی حالات اور اہم معاملات پر آپ کی بصیرت اور گہری نظر رکھنا۔ یہ تمام امور گہرے مطالعہ کے مستحق ہیں۔

” اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا “ جہاں تک اسیروں کی رستگاری پر منتج ہونے والی مصلح موعود کی خاص برکت کا تعلق ہے یہ برکت اپنے ظاہری اور باطنی ہر دو پہلوئوں کے اعتبار سے اس شان سے ظاہر ہوئی کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی- اس خاص برکت کے یہ دونوں پہلو سیدنا حضرت المصلح الموعود کے دور خلافت میں اولاً علیحدہ علیحدہ وقتوں میں ظاہر ہو کر روحانی اسیروں اور جسمانی اسیروں کی رستگاری پر منتج ہوئے اور پھر ان دونوں

پہلوئوں نے ایک ہی عظیم تر جلوے کی شکل اختیار کرکے اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلاب کو بڑی شان سے اجاگر کر دکھایا-

روحانی اسیروں کی رہائی کا پس منظر

اسیروں کی رستگاری کے باطنی اور ظاہری ہر دو پہلوئوں پر روشنی ڈالنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس امر کو واضح کیا جائے کہ وہ کون سے اسیر تھے جنہیں مصلح موعود کی باطنی اور ظاہری برکت کے طفیل رستگاری نصیب ہونا تھی- اس ضمن میں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ جس زمانہ میں مصلح موعود کے ظہور سے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت مغرب کی ترقی یافتہ عیسائی طاقتوں نے ایشیا ' افریقہ اور مشرق بعید کے بیشتر علاقوں کو اپنے زیر نگیں لا کر اور وہاں کے کروڑوں باشندوں کی آزادی سلب کرکے انہیں خود اپنے وطنوں میں سیاسی لحاظ سے اسیر بنا رکھا تھا- دوسری طرف ان عیسائی طاقتوں کے عالمگیر سیاسی غلبہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں کے عیسائی پادریوں نے ان علاقوں میں اپنے تبلیغی مشن قائم کرکے لوگوں کو عیسائی بنانے کی زبردست مہم جاری کی ہوئی تھی- اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں انہیں مغرب کی عیسائی طاقتوں‌کی سرپرستی اور پشت پناہی حاصل تھی-اس طرح مشرقی اقوام و ملل کی جسمانی اسیری کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی اسیری کا سلسلہ بھی زور شور سے جاری تھا- جو خود روحانی اسیر تھے وہ دوسری اقوام کے لوگوں کو جسمانی اسیری کے پہلو بہ پہلو روحانی اسیری کی زنجیروں میں بھی جکڑ رہے تھے- عیسائی پادریوں اور منادوں نے کرئہ ارض پر چھائی ہوئی عیسائی سلطنتوں کو مسیحیت کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرکے لوگوں‌کو عیسائیت کے جال کے اندر پھانسنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی- اور وہ ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کر رہے تھے کہ بیسویں صدی عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہو گی حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی حرم کعبہ میں بھی جا داخل ہو گی- اس زمانہ میں برصغیر کی فضا مشہور و معروف امریکی مناد ڈاکٹر جان ہنری بیروز کے بلند بانگ دعاوی سے گونج رہی تھی- عیسائیت کے بے پناہ فروغ اور مستقبل قریب میں اس کے متوقع عالمگیر غلبہ سے متعلق بیروز کے لیکچروں اور دل فراش اعلانوں نے دیگر مذاہب کے پیروئوں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص لرزہ براندام کر رکھا تھا- صورت حال کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے سلسلہ میں ڈاکٹر بیروز کی تقاریر کے دو مختصر اقتباس بطور نمونہ پیش کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا- مغرب کی عیسائی طاقتوں‌کے عالمگیر سیاسی غلبہ استیعلاء کی آڑ میں عیسائی چرچ کی

زبردست مشنری سرگرمیوں کے باعث عیسائیت کو مشرقی ممالک میں جو بے پناہ فروغ حاصل ہو رہا تھا اس کا تعلی آمیز انداز میں ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر بیروز نے عیسائیت کے ساری دنیامیںغالب آنے کی خوشخبری سناتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں کہا:-

"عیسائی تہذیب کا پانی عرصہٗ دراز سے یورپ اور امریکہ کی بلند و بالا سرزمین میں جمع ہو رہا تھا اب وہ پانی ایک طوفانی دریا کی شکل میں افریقہ کے پیاسے صحرائوں اور ہندوستان کے میدانوں کی طرف نیز عیسائیت کی وسعت پذیر سلطنتوں کے دیگر نئے مفتوحہ علاقوںکی طرف زور شور کے ساتھ بہہ نکلا ہے- ہم میں سے بعض کے نزدیک اس بڑھتے ہوئے سیلاب کا شور حزمیل نبی کے اس مکاشفہ کے از سر نو پورا ہونے پر دلالت کرتا ہے جس میں اسے ایک مقدس دریا دکھایا گیا تھا- یہ مقدس دریا اب آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا- یہ مشرقی ممالک (یعنی ایشیا) کی طرف بھی بڑھے گا اور نیچے کی جانب صحرائوں (یعنی افریقہ) کا رخ بھی کرے گا حتیٰ کہ سمندروں کے کڑوے پانیوں کو بھی میٹھا کر دکھائے گا"-

(بیروز لیکچرز ص 23)

پھر اسی لیکچر میں اس نے عیسائیت کی عالمگیر فتوحات کی وسعت اور ہمہ گیری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی اعلان کیا -:

"وہ تمام ترقی جو انیسویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے مسیحیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میںملنی مقدر ہیں-"

(بیروز لیکچرز ص 23)

روحانی اسیروں کی رہائی

ان کرب انگیز حالات میں مصلح موعود نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈالی ہوئی مستحکم بنیادوں پر غلبہ دین حق کی رفیع الشان عمارت تعمیر کرنا تھی- یہ صحیح ہے کہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ کی جاری کردہ غلبہ احمدیت کی آسمانی مہم کے نتیجہ میںجماعت احمدیہ آپ کے پیش کردہ نہایت درجہ وزنی اور محکم دلائل

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے درخشندہ آسمانی نشانوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے عیسائیت کو ہندوستان کی سر زمین میں شکست فاش دے چکی تھی جماعت احمدیہ کی اس عظیم الشان جدوجہد کے نتیجہ میں پورے ہندوستان کو عیسائیت کا حلقہ بگوش کرنے سے متعلق پادریوں کی امیدوں پر پانی پھر چکا تھا اور برصغیر کے مسلمان پادریوں کے دام تزویر میں پھنسنے سے محفوظ ہو چکے تھے- لیکن دین حق کو ساری دنیامیں غالب کرنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ اقوام شرق و غرب تک احمدیت کا پیغام پہنچا کر انہیں روحانی اسیری سے نجات نہ دلائی جاتی- اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی 20/ فروری 1886ء کی رو سے اقوام عالم کو روحانی اسیری سے نجات دلا کر حلقہ بگوش احمدیت کرنے کا اہم اور عظیم الشان کارنامہ انجام دینا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حسن و احسان میں نظیر اولوالعزم فرزند یعنی مصلح موعود کے لئے مقدر کر رکھا تھا اور اس نے پہلے ہی سے اس کی خبر دے رکھی تھی- چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود نے 1914ء میں خلافت احمدیہ کی مسند جلیلہ پر متمکن ہونے کے بعد احمدیت کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا اور اس راہ میں ایسی زبردست عزیمت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا کہ حالات کی نامساعدت اور وسائل کا فقدان آڑے نہ آ سکا-

اس وقت چرچ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عیسائیت کی تبلیغ کا جو کام عالمی سطح پر وہ عیسائی سلطنتوں کی سرپرستی اور بے پناہ مادی وسائل کے بل پر انجام دے رہا ہے اس پر پانی پھیرنے کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت کے سرفروش مجاہد انتہائی کسمپرسی کے باوجود اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے وہ نہتے اور تہی دست ہوتے ہوئے بھی زمین کے کناروں تک جا پہنچیں گے اور نہ صرف یہ کہ کہیں بھی عیسائیت کے قدم جمنے نہیں دیں گے بلکہ اقوام عالم کی سعید روحوں کو احمدیت کا والہ و شیدا بنا کر روحانی اسیری سے ان کی رستگاری کا موجب بنتے چلے جائیں گے اور اس طرح ان کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں بیسویں صدی عیسائیت کے غلبہ کی نہیں بلکہ اس کی پسپائی اور ہزیمت کی صدی ثابت ہوئے بغیر نہ رہے گی-

جہاں تک ساری دنیا کے روحانی اسیروں کو رہائی دلاکر انہیں احمدیت کی عافیت بخش آغوش میں لانے کا تعلق ہے اس کے لئے بے شک مالی و سائل اور افرادی قوت کا ہونا ضروری ہے لیکن اس اہم اور عظیم الشان کام کی انجام دہی کا دارو مدار مالی وسائل اور افرادی قوت سے کہیں بڑھ کر کارکنوں کے جذبہ اخلاص و وفا اور خدمت و فدائیت پر

ہے- جان و مال ' عزت و آبرو ' عزیز و اقارب اور وطن کو قربان کرنے کے جذبہ بے پناہ کے بغیر حق کو دنیا میں غالب کرنے کا انتہائی کٹھن کام انجام دیا ہی نہیں جا سکتا- سیدنا حضرت مصلح موعود کا عظیم الشان کارنامہ ہی یہ ہے کہ آپ نے اپنی خداداد قوت قدسیہ کی مدد سے افراد جماعت میں قربانی کے جذبہ کو اس شان سے ابھارا کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے جماعت کے نوجوانوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو نبھاتے ہوئے آپ کی آواز پر خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے میں ذرہ بھر بھی پس و پیش سے کام نہیں لیا- حضرت مصلح موعود نے پہلے افراد جماعت کے جذبۂ خدمت و فدائیت کو عمل و کردار کے سانچوں میں ڈھالا اور پھر تحریک جدید کی آسمانی تحریک نافذ کرکے دعوت حق کا ایک نہایت مستحکم عالمگیر نظام قائم فرمایا اور پھر مشرق و مغرب کے بیسیوں ممالک میں بیوت الذکر کی تعمیر اور مشنوں کے قیام کے ذریعہ دنیا بھر کے اسیروں کی رستگاری کی راہ ہموار کر دکھائی- اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے مغرب سے مشرق کی طرف عیسائی مشنریوں کے غول کے غول آیا کرتے تھے حضرت مصلح موعود کی اولوالعزمی کی بدولت مشرق سے مجاہدین احمدیت کے جتھے مغرب کے گوشہ گوشہ میں پہنچنے لگے- آپ کے اس عظیم الشان کارنامہ پر مغرب کے مذہبی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی- وہاں کے اخبارات عیسائی ممالک میں احمدی مربیان کی آمد اور احمدیہ مشنوں کے قیام کو خطرہ کی گھنٹی قرار دے کر عجیب و غریب خدشات کا اظہار کرنے لگے انہوں نے یہاں تک لکھا کہ یہ جماعت اور اس کی سرگرمیاں چرچ کے لئے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں-

مثال کے طور پر 1960ء میں سوئٹزر لینڈ کے اخبار Freidenker میں ایک مضمون شائع ہوا- اس میں مضمون نگار نے لکھا-:

" آج ہم کسی ایسی صورت حال سے دو چار نہیں ہیں کہ عرب فوجیں چمکیلی اور خمدار تلواریں ہاتھوں میں لئے بوڑھے اور ضعیف یورپ کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہوں- آج (احمدیت) جن ہتھیاروں سے حملہ آور ہے- وہ سابقہ ہتھیاروں کی نسبت بہت نرم و نازک ہیں لیکن اثر کے لحاظ سے خمدار تلواروں سے کسی طرح کم نہیں ہیں- ہمارے زمانہ میں (دین) کا حملہ ان مشنوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے جن کی پیش قدمی بالخصوص افریقہ اور ایشیا میں کچھ ایسی نوعیت کی حامل ہے کہ اسے روکنا آسان نہیں ہے- ان دونوں براعظموں میں (دین) کی تبلیغی مہم بڑی مضبوطی سے

اپنے پائوں جماتی چلی جا رہی ہے اور دن بدن اس کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے- یہی وہ صورت حال ہے جو عیسائی مشنوں کے کام کو مشکل اور ان کی زندگی کو تلخ کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے-

مزید برآں (دین) اپنی ان کامیابیوں پر جو اسے افریقہ اور ایشیا میں حاصل ہو رہی ہیں اکتفا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ وہ دوسری طرف پوری دلیری کے ساتھ عیسائی یورپ کے قلب کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے وہ اس طرح کہ یہاں ہمارے درمیان اس کی (دعوت الی اللہ) کا سلسلہ جاری ہے- کلیسیا اس صورت حال پر بہت پریشان ہے اور اسے وہ اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے"-

حضرت مصلح موعود کا قائم کردہ اشاعت احمدیت کا نہایت مستحکم نظام اس وقت سے مسلسل ترقی کرتا چلا آ رہا ہے- یہ اس نظام ہی کی برکت ہے کہ خلافت ثالثہ کے زمانہ میں بھی اور اب خلافت رابعہ کے موجودہ دور میں بھی نئے نئے ملکوں اور نئے علاقوں میں نئے احمدیہ مشنوں کا قیام عمل میں آتا چلا گیا اور آتا چلا جا رہا ہے- حتیٰ کہ اب ان ملکوں کی تعداد جہاں احمدیہ مشن اور احمدیہ جماعتیں قائم ہیں اور جن میں جماعت کی طرف سے دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے 174 ہو چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں روحانی اسیری سے نجات پانے والوں کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچی ہے- مزید برآں افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت کے قائم کردہ درجنوں ہائر سیکنڈری سکول اور درجنوں ہی کی تعداد میں احمدیہ ہسپتال جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں- اس طرح ہر آنے والا دن اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کرتا چلا آ رہا ہے کہ مصلح موعود کی باطنی برکت کے طور پر دنیا کے ہر خطہ میں روحانی اسیروں کو رستگاری نصیب ہوتی چلی آ رہی ہے-

دنیاوی اسیروں کی رہائی

اب ہم آتے ہیں اسیروں کی رستگاری کے دوسرے پہلو کی طرف اور وہ ہے جسمانی اسیروں کی رہائی کا پہلو - یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں حضرت مصلح موعود لاکھوں لاکھ روحانی اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایک ظاہری برکت کے طور پر آپ کی زندگی میں ہی کروڑوں کروڑ جسمانی اسیروں کی رستگاری کا سامان بھی کر دکھایا- ایسا کرنا بہت وسیع پیمانہ پر لوگوں کو روحانی اسیری سے ہمکنار کرنے کے لئے ضروری تھا-

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے دنیا کے روحانی اسیروں کو رستگاری دلانے میں سب سے بڑی روک یہ تھی کہ مغرب کی عیسائی طاقتیں اپنے سیاسی غلبہ و استیلاء اور بے پناہ مادی وسائل کے بل پر روئے زمین پر چھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے ایشیا اور افریقہ کے وسیع علاقوں کو اپنے زیر نگیں لا کر وہاں کے کروڑوں کروڑ انسانوں کو سیاسی اور جسمانی لحاظ سے اپنا اسیر بنا رکھا تھا- ادھر عیسائی طاقتوں کے اس ہمہ گیر سیاسی غلبہ کی وجہ سے عیسائی چرچ نے بہت ہی مضبوط و مستحکم تبلیغی مشنوں اور دیگر مشنری اداروں کی شکل میں ایشیا اور افریقہ میں ہر جگہ اپنے ڈیرے ڈال رکھے تھے- وہ عیسائی طاقتوں کے ان زیر نگیں علاقوں میں وہاں کے لوگوں کو ان کی جسمانی اسیری کے ساتھ ساتھ روحانی اسیری کے بندھنوں میں جکڑتا چلا جا رہا تھا- گویا مغربی طاقتوں کا سیاسی غلبہ اور اس کی آڑ میں عیسائیت کا روز افزوں فروغ غلبہ احمدیت کی راہ میں جو مصلح موعود کا اصل کام تھا رکاوٹ بنا ہوا تھا- سیدنا حضرت مصلح موعود نے 1945ء میں دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر جب داعیان الی اللہ کا ایک دستہ تیار کرکے دنیا بھر میں روحانی جنگ کا بگل بجانے کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے غلبہ احمدیت کی راہ میں حائل اس سد سکندری کو اٹھا دینے کے مخفی ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کا ایک ساتھ ہی فیصلہ صادر فرمایا- چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد جس نے مغربی طاقتوں کا کچومر نکال دیا تھا بہت ہی قلیل مدت کے اندر اندر غلبۂ دین حق کی راہ میں حائل یہ سد سکندری اپنی جگہ سے ہلنی شروع ہو گئی- اس کے نتیجہ میں ایشیا اور افریقہ کے وہ ممالک جن پر مغربی طاقتوں نے قبضہ کر رکھا تھا ایک ایک کرکے ان کے غلبہ و تسلط سے آزاد ہونے لگے- اس طرح وہاں کے کروڑوں باشندوں کو جو صدیوں سے مغربی طاقتوں کے سیاسی اور جسمانی طور پر اسیر چلے آ رہے تھے رستگاری ملتی چلی گئی- سب سے پہلے برصغیر جو مصلح موعود کا مولد و مسکن تھا آزاد ہوا اور بھارت و پاکستان کی دو آزاد وخود مختار مملکتیں معرض وجود میں آئیں- اس کے بعد ایشیا میں یکے بعد دیگرے برما ' سیلون ' انڈونیشیا ' ملایا وغیرہ آزاد ہوئے- ادھر افریقہ میں آزادی کی ایسی زبردست رو چلی کہ ایک دو نہیں بلکہ دو درجن سے زائد ملکوں میں سے مغربی طاقتوں کے اقتدار کی صف لپٹ کر رہ گئی- چنانچہ الجیریا ' لیبیا ' سوڈان ' تیونس ' مراکش ' ماری تانیا ' سینیگال ' گنی ' سیرالیون ' گھانا ' نائیجیریا ' کیمرون ' چاڈ ' سنٹرل افریقہ ری پبلک ' کانگو ' ٹانگا نیکا ' یوگنڈا ' کینیا ' صومالہ ' گیمبیا ' زنجبار یکے بعد دیگرے آزادی سے ہمکنار ہوتے چلے گئے- ان سب ممالک میں برطانیہ ' فرانس ' ہالینڈ ' بلجیئم اور پرتگال وغیرہ کی غیر ملکی عیسائی حکومتوں کی بجائے خود ان کی آزاد و خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں- الغرض ایک عظیم الشان انقلاب نے مصلح موعود کی ظاہری برکت کے طور پر چشم

زدن میں رونما ہو کر دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی- خدائی مقدرات کے تحت یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان سب علاقوں میں‌عیسائی طاقتوں کا سیاسی اقتدار ختم ہونے سے عیسائیت کا اثر و نفوذ زائل ہو اور حضرت مصلح موعود کے قائم کردہ مشنوں کے ذریعہ غلبۂ دین حق کی راہ ہموار سے ہموار تر ہوتی چلی جائے-

ایشیا اور افریقہ کے بیسیوں ممالک پر سے مغرب کی عیسائی طاقتوں کا قبضہ ختم ہونے پر مغرب کے کلیسیا ئی حلقوں میں ایک شور پڑ گیا اور انہیں نظر آنے لگا کہ اب ان تمام نو آزاد ممالک میں عیسائیت کو پہلے کی طرح حکومت کی اعانت کے بل پر کھل کھیلنے کا موقع نہیں‌ملے گا اور وہاں مغربی استعمار کے ساتھ ساتھ بالآخر عیسائیت کا جنازہ بھی نکل جائے گا- اور دین حق کے وہاں پھیلنے اور غالب آنے کے امکانات روشن ہو جائیں گے- سب سے زیادہ فکر انہیں‌افریقہ کے بارہ میں لاحق ہوئی کیونکہ عیسائیت وہاں مغربی استعمار کے ایک ایجنٹ کے طور پر پہنچی تھی اور مغربی طاقتوں نے سب سے زیادہ ظلم افریقہ میں ہی روا رکھا تھا- چنانچہ ایشیا اور افریقہ میں مغربی طاقتوں کے مقبوضات ختم ہونے اور وہاں آزاد حکومتیں قائم ہونے کے بعد مشہور امریکی سیاح مسٹر ولارڈ پرائس نے افریقہ کا وسیع دورہ کیا- اس نے اپنی کتاب Incredible Africa میں عیسائیت کے لئے وہاں پیدا ہونے والے خطرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا-:

"بر خلاف اس کے (یعنی عیسائیت کے روبہ زوال اثر کے برعکس) (دین)فریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے- باہر کے کسی مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہل افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں (احمدیوں) کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں- یورپین آباد کاروں‌کے متعلق ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے- عیسائی مناد بلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی"۔

(ص 190)

امریکی سیاح ولارڈ پرائس کا یہ واویلا اور عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کا یہ خوف و ہراس اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ کروڑوں کروڑ سیاسی اسیروں کی رستگاری اسی لئے عمل میں آئی ہے کہ تا حضرت مصلح موعود کے

قائم کردہ مشنوں اور آپ کے بھیجے ہوئے مشنریوں کے ذریعہ وہاں غلبہ دین حق کی راہ اور زیادہ تیزی سے ہموار ہو- اب کون کہہ سکتا ہے کہ وہاں کے کروڑوں کروڑ جسمانی اسیروں کی رستگاری کا موجب مصلح موعود کا مقدس وجود نہیں ہے یقینا اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر خاص مصلح موعود کی ایک ظاہری برکت کے طور پر ہی ظہور میں آئی اور اس لئے ظہور میں آئی کہ سیاسی اور جسمانی اسیری سے رستگاری کے بعد وہاں کے لوگوں کو روحانی اسیری سے بھی رستگاری نصیب ہو-

اس تعلق میں یہ امر بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد مشرقی ممالک اور افریقہ میں مغرب کی عیسائی طاقتوں کے غلبہ و استیعلاء کا دور ختم ہونے اور نتیجۃً ان ممالک میں عیسائی پادریوں کی مشنری سرگرمیوں کا زور ٹوٹنے کے علاوہ سیدنا حضرت مصلح موعود کی ایک ظاہری برکت کے طور پر خود یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کے عقائد باطلہ سے بیزاری کی ایک ایسی زبردست رو چلی کہ وہاں سے عیسائیت کی صف لپٹ کر رہ گئی- اب مغرب میں جو کبھی عیسائیت کا گڑھ کہلاتا تھا لوگ محض برائے نام عیسائی کہلاتے ہیں ورنہ عیسائیت پر سے ان کا ایمان اٹھ چکا ہے- وہ جو کچھ بھی ہیں اب عیسائی نہیں ہیں- بیسویں صدی میں ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کے خواب دیکھنے والے اب کف افسوس مل رہے ہیں کہ ساری دنیا کو عیسائی بنانا تو کجا خود مغرب میں سے عیسائیت کا جنازہ نکلنے والا ہے- یہ ایک مبر عن حقیقت ہے کہ وہاں لوگوں نے گرجوں میں عبادت کے لئے آنا ترک کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ چرچ کی رکنیت سے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے بڑے بڑے گرجوں کی عمارتیں ویران اور غیر آباد ہونے کے باعث بڑی کثرت سے فروخت ہو رہی ہیں- اور کئی چرچ بیوت الذکر میں تبدیل ہو چکے ہیں- اس صورت حال پر ہالینڈ کے شہر دی ہیگ سے شائع ہونے والے ایک اخبار ہیونگلی (Zwingli) نے جو ایک آزاد خیال عیسائی فرقہ کا اخبار ہے اپنی 26/ستمبر 1968ء کی اشاعت میں ایک پروٹسٹنٹ مناد ڈاکٹر جے- ایف- وی- وو ردن (Dr.J.F.V. Woerden) کے ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا:-

"کیا اب سے پچاس سال بعد ایک چرچ بھی باقی رہ جائے گا؟ - موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جو گرد و پیش رونما ہو رہے ہیں میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں...... کلیسیائی نظام ڈگمگاتا ہوا نظر آ رہا ہے اور اس میں تزلزل کی یہ کیفیت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے"-

بہرحال مغرب کے نام نہاد عیسائی ممالک ہوں یا ایشیا اور افریقہ کے مغربی تسلط سے آزاد ہونے والے ممالک ہر جگہ سیدنا حضرت مصلح موعود کے قائم کردہ عالمگیر مشنری نظام کی ظاہری اور باطنی برکتوں کے نتیجہ میں بالآخر غلبہ ٔ احمدیت پر منتج ہونے والے انقلاب عظیم کے آثار نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں- گزشتہ ایک سو سال میں روحانی اور جسمانی اسیروں کو رستگاری ملتی چلی آ رہی ہے اور یہ امر آشکار ہوتا چلا آ رہا ہے کہ اسیروں کی اس رستگاری کا موجب سیدنا حضرت مصلح موعود کا وجود باجود ہے-

جب ہم پیشگوئی مصلح موعود کی روشنی میں سیدنا حضرت مصلح موعود کے انقلاب انگیز کارناموں اور گزشتہ ایک سو سال کے دوران رونما ہونے والے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد شروع ہونے والے دور کی اہمیت واضح ہوئے بغیر نہیں رہتی- یورپ امریکہ افریقہ اور ایشیا کے ممالک میںحضرت مصلح موعود کے قائم کردہ مشنوں کے ذریعہ لوگوں کی روحانی رستگاری کا کام تو پہلے ہی سے جاری تھا لیکن دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد ایشیا اور افریقہ سے مغربی طاقتوں کا تسلط ختم ہونے اور وہاں طبعاً عیسائیت کا زور ٹوٹنے نیز خود مغرب کے عیسائی ممالک میں عیسائیت سے بیزاری کی زبردست لہر آنے کے نتیجہ میں روحانی اسیری سے لوگوں کی رستگاری کی مہم میں یکدم زبردست تیزی آئی اور اس نے ایک ایسے عظیم تر جلوہ کی شکل اختیار کی کہ مغرب کا کلیسیائی نظام یہ محسوس کئے بغیرنہ رہا کہ جماعت احمدیہ بالآخر ایشیا ' افریقہ اور یورپ میں دین کو ' غالب کئے بغیر نہ رہے گی- چنانچہ انگلستان کے رسالے " ایسٹرن ورلڈ " نے اپنے دسمبر 1961ء کے شمارہ میں لکھا-:

" ایک مذہبی فرقہ کے لئے بلحاظ تعداد اس کے افراد کا کم ہونا یا معتقدات کا ایسی مخصوص نوعیت کا حامل ہونا جو دوسروں کے لئے پورے طور پر قابل فہم نہ ہو نقصان کا موجب نہیں ہوا کرتا- ایسے فرقے صدیوں تک زمانہ کے حالات سے نبرد آزما رہنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتے ہیں- مذاہب کی تاریخ ایسے چھوٹے چھوٹے فرقوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے زمانہ کے اتار چڑھائو اور اکثریت کے دبائو کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہستی کو برقرار رکھا- اندریں حالات اس بات کا امکان ہے کہ احمدیت بھی مستقبل میں اسی طرح نمایاں طور پر پھولے پھلے- ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلامی دنیا مغرب کی لا دین ثقافت کے زیر اثر آ جانے کی وجہ سے ادھر ادھر بھٹک رہی ہے احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تحریک (دین) کو اس طور سے پیش کرتی ہے کہ جو دنیائے جدید کے تقاضوں کے

عین مطابق ہے- پھر وہ (دین) کی آخری فتح کے بارہ میں نہایت درجہ پر اعتماد ہیں- ایسی صورت میں احمدیت ان نئ نسلوں کے لئے دلکش اور جاذب نظر ثابت ہو سکتی ہے جو اصلاح حال کے پیش نظر نئے انداز فکر کی تلاش میں سرگرداں ہیں“

الغرض پیشگوئی مصلح موعود کی یہ خوشخبری کہ مصلح موعود اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اپنے ظاہری اور باطنی ہر دو پہلوئوں کے اعتبار سے نہایت شان سے پوری ہوئی اور آئندہ بھی اس وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی جب تک کہ پوری نوع انسانی کو روحانی اسیری سے رستگاری نصیب نہ ہو جائے- جب وہ وقت آئے گا (اور اس کا آنا زیادہ دور نہیں) تو دنیا دین واحد پر آ جمع ہو گی- اس وقت نوع انسانی کا ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا ہو گا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ انقلاب عظیم خود حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی الہامی پیشگوئی کے بموجب آپ کے فرزند موعود سیدنا حضرت المصلح الموعود کے قائم کردہ عالمگیر نظام اور انتھک مساعی کا ثمرہ ہو گا-ایسا ہو گا اور ہو کر رہے گا اس لئے کہ یہ اس قادر و عزیز خدا کی تقدیر ہے جسے بدلنے پر دنیا کی کوئی طاقت بلکہ ساری طاقتیں بھی مل کر قادر نہیں ہو سکتیں-

اب آخر پر میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس پیش کرکے اپنی اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”۔۔۔۔۔۔میں اس موقع پر جہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام کی اس پیشگوئی کو پورا کردیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔ وہاں میں آپ لوگوں کو ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں، جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔ آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدق ہیں، آپ کا اولین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بے شک آپ لوگ خوش ہوسکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔ میں تمہیں اچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود

میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سست روی کو ترک کردیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹالیتا ہے اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ واریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے جاؤ"۔

(الموعود صفحہ 210-212)

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے